

امام ربانی حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ کے صوفیانہ تربیت کے امتیازی اقدامات کا جائزہ
Review of Distinguished Steps of Sufism Training By Imam Rabbani
Hazrat Majudid Alaf-Sanni (R.A)

Dr. Hafiz Muhammad Khan*
Aliya Perveen**
Dr. Waleed Khan***

Abstract

Hazrat Mujadad Alf Sani waza great sufi of his time. He was born in sir Hind (East Punjab, India), He started tabligh (preaching) at the time of sultan Firoz Shah (1351-88) large member of saints, historian, scholars were there at the time of king Firoz Shah. Hazrat Mujadad's speech was very effective due to his work thousands of people were became Muslims. In this article a brief struggle of Sheikh was highlighted which expanded on three points. (1) To act on the way of Holy Prophet (Peace Be Upon Him). (2) To leave all actions against the Sunnah. (3) To purify themselves from the Sins. Hope these all steps which were taken for reforms of Muslims be guide lines and road map for successfully life for every Muslims.

Keywords: Sunnah, Shirk, Bedah, Tazkia, Nafs, Purification.

بحث اول: اتباع سنت

اتباع شریعت

حضرت مجدد کا بڑا کارنامہ یہ ہے کہ انہوں نے ملت اسلامیہ کو نشاۃِ جدیدہ کی روح عطا کی۔ ان کے پیش نظر نہ صرف بدعات کا خاتمہ تھا بلکہ رسول اکرم کی لاہی شریعت کا نفاذ اور اکبر کے دین کا خاتمہ کر کے اسلام کی اصل روح اور حقیقی بنیادوں پر جاری و ساری کرنا تھا۔ آپ روحانی تجربہ کے لہاظ سے ایک خاص شعور اور ادراک کے حامل تھے اس شعور نبوت کی روشنی میں آپ نے مقام شریعت کہ متعین کیا شریعت پر عمل پر اہمیت کہ واضح کرتے ہوئے علم، عمل اور اخلاص کو اپنے مقتوبات میں بیان کیا۔ حاجی محمد لاہوری کو لکھتے ہیں:

"شریعت کے تین جزو ہیں، اول علم دوعمل اور سوءم اخلاص جب تک یہ تینوں جزو ناپا ہے جاہیں عمل شریعت متحقق نہیں ہوتا۔ اور جب شریعت متحقق ہو جاے یعنی یہ تینوں عمور پا ہے جاہیں تو رضا ہے الہی جو تمام دنیوی اور اخروی سعادتوں سے فائق و اعلیٰ ہے، خود بخود متحقق ہو

* Associate Professor, Islamic Studies Mohi Ud Din Islamic University Nerian Sharif AJ&K.

Email: hafizmuhammadkhan410@gmail.com

** Lecturer Islamic Studies Mohi Ud Din Islamic University Nerian Sharif AJ&K2

Email: arzalkashmir123@gmail.com

*** PhD Scholar Islamic Studies Mohi Ud Din Islamic University Nerian Sharif AJ&K

Email: waleedkhan764110.wk@gmail.com, ORCID ID: <https://orcid.org/0000-0002-4466-6344>

گئی۔ جیسا کہ ارشاد باریؑ ہے "رضوان من اللہ اکبر" اللہ کی رضامندی بہت بڑی ہے، شریعت تمام دنیوی و اخروی سعادتوں کی ضامن و کفیل ہے۔ اور کوہی ایسا مطلوب و مقصود نہیں، جو شریعت سے الگ و جدا ہو۔ اور انسان کو اسکی ضرورت ہو۔ طریقت و حقیقت میں جو صوفیاء کی امتیازی شان ہے، یہ دونوں شریعت کی خادم ہیں

ان دونوں سے شریعت کے تیسرے جز جذبہ اخلاص کی تکمیل ہوتی ہے لہذا دونوں کا مقصود تکمیل شریعت ہے حضرت مجدد ربانی رحمۃ اللہ علیہ سید محمد کے نام مکتوب میں رقمطراز ہیں آپ نے فائدہ مند اور نصیحت کے امور کا کہا ہے مخدوم گرامی میں نجات ابدی حاصل کرنے کے لئے آدمی کو تین چیزوں کے بغیر گزارا نہیں وہ تین چیزیں ہیں کہ علم و عمل اور اخلاص پھر علم دو قسم کا ہے ایک وہ علم جس سے مقصود عمل ہے اس علم کے بیان کی کفیل فقہ ہے دوسری قسم وہ ہے جس سے مقصود صرف اعتقاد اور یقین قلبی ہے۔ اس علم کی تفصیل اہلسنت و جماعت کے ائمہ کے مطابق علم کلام میں آچکی ہے اور اہل سنت ہی ناجی فرقہ ہے اور ان ائمہ ہدیٰ کی اتباع کے بغیر نجات کا کوہی تصور نہیں، اگر بال برابر بھی مخالفت ہے تو خطرہ ہی خطرہ ہے اور یہ بات کشف حح اور الہام صریح سے یقین کے درجہ تک پہنچ چکی ہے اور اس میں غلطی کا احتمال نہیں تو کس قدر مبارک ہے وہ شخص جسے ان کی مطابعت اور تقلید کا شرف حاصل ہو گیا" 1

شیخ یوسف برکی کے نام لکھتے ہیں:

"دوسری نصیحت ہے کہ آپ شریعت پر استقامت اختیار کریں۔ اور اپنے احوال کو علوم و اصول شریعہ کے مطابق درست کریں اگر عیاذ باللہ کسی قول و فعل میں شریعت کے خلاف عمل پیدا ہو تو اس میں اپنی خرابی سمجھنی چاہیے، استقامت والوں کا یہی طریق ہے۔"

اس سیر و سلوک سے مقصود مقام اخلاص کا حاصل کرنا ہے جو آفاقی و انفسی معبودوں کی فنا پر منحصر ہے، اور یہ اخلاص شریعت کے اجزاء میں سے ایک جز ہے، کیونکہ شریعت کے تین جز ہیں، علم، عمل، اخلاص، پس طریقت و حقیقت دونوں شریعت کے تیسرے جز یعنی اخلاص کی تکمیل کے لیے شریعت کے خادم ہیں، اصل معاملہ تو یہی ہے مگر ہر ایک شخص کی سمجھ یہاں تک نہیں پہنچتی، اکثر دنیا والوں نے خواب و خیال کے ساتھ آرام حاصل کیا ہوا ہے اور اخروٹ و منفی یعنی ادنی باتوں پر کفالت کی ہوئی ہے وہ لوگ شریعت کے کمالات کو کیا جانیں، اور حقیقت طریقت و حقیقت کو کیا سمجھیں وہ لوگ شریعت کو پوست خیال کرتے ہیں اور حقیقت کو مغز جانتے ہیں، یہ نہیں جانتے کہ اصل معاملہ کیا ہے۔ نام نہاد صوفیہ کی بامقصد باتوں پر مغرور ہیں، اور احوال و مقامات پر مغرور ہیں اور احوال و مقامات پر فریفتہ ہیں۔ ہدایم اللہ سبحانہ سواہ الطریق والسلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین۔ 2

علمائے راسخین و علمائے ظاہر اور صوفیہ کا نصیب

شریعت اور حقیقت کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔ اگر ایک پھل ہے تو دوسرا بیج۔ یہ حقیقت روز روشن کی طرح عیاں ہے کہ بیج کے بغیر پھل

نہیں ہو سکتا۔ اور پھل سے نفع لینے کے لیے بیج بھی ضروری ہے۔ حضرت مجدد فرماتے ہیں:

"علماء را سخین نے پوست کو مغز کے ساتھ جمع کیا ہے اور شریعت کو ایک شخص کی صورت میں تصور کیا ہے جس کا پوست صورت شریعت اور اس کا مغز حقیقت شریعت ہو، شرائع و احکام کے علم کو شریعت کی صورت اور حقائق و اسرار کے علم کو شریعت کی حقیقت سمجھا ہے، بعض لوگوں نے شریعت کی صورت میں گرفتار ہو کر اس کی حقیقت سے انکار کیا ہے اور صرف ہدایہ اور بزودی ہی کو اپنا پیر اور مقتدا سمجھا ہے، بعض لوگ اگرچہ اسکی حقیقت کے گرفتار ہوئے لیکن چونکہ انہوں نے اس حقیقت کو شریعت کی حقیقت نہ جانا بلکہ شریعت کو صورت پر موقوف رکھا اور اس کو صرف پوست خیال کیا اور مغز کو اس کے سوا کچھ اور تصور کیا اس لیے اس حقیقت کی حقیقت سے واقف نہ ہوئے اور انہوں نے تنابہات کا کچھ حصہ حاصل نہ کیا پس علماء را سخین ہی در حقیقت (انبیاء علیہم السلام کے) وارث ہیں، اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو ان کے محبین و تبعین میں سے بنا ہے" 3

طریق نجات شریعت کی متابعت میں ہے

حضرت مجدد الف ثانی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

"نجات کا طریق اور فلاح کا راستہ اعتقادی اور عملی طور پر صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت میں ہے، پیر و استاد اس لیے پکڑتے ہیں کہ شریعت کی طرف ہدایت اور راہنمائی کریں اور انکی برکت سے شریعت کے اعتقاد اور عمل میں آسانی و سہولت ہو، نہ یہ کہ مرید جو کچھ چاہے وہ کریں اور انکی برکت سے شریعت کے اعتقاد اور عمل میں آسانی و سہولت ہو کہ ایسا خیال ایک نکی اور بے حودہ آرزو ہے وہاں اذن کے بغیر کو ہی شفاعت نہ کرے گا۔ اور عمل پسندیدہ تب ہونگے جب شریعت کے مطابق عمل بجالایا جائے گا" 4

شریعت کا مقصد ہوا ہے نفسانی کا قلع قمع کرنا ہے۔

حضرت مجدد الف ثانی فرماتے ہیں:

شریعتوں کا نزول خواہشات نفسانی کو روکنے کے لیے ہوا ہے، جس قدر شریعت کے مقتضی کے مطابق عمل کیا جائے گا، اسی قدر نفسانی خواہشات روجہ زوال ہوں گی احکام شریعی میں سے ایک حکم کا بجالانا نفسانی خواہشات کو دور کرنے میں ان ہزار سالہ ریاضتوں اور مجاہدوں سے جو اپنے پاس سے کیے جاہیں، کہیں درجہ بہتر ہے، بلکہ ایسی ریاضتیں اور مجاہدے ج شریعت کے موافق نہ کیے جاہیں نفسانی خواہشات کو مدد اور قوت دینے والے ہیں، جو برہمنوں اور جوگیوں نے ریاضتوں اور مجاہدوں میں کمی نہیں کی لیکن ان میں کو ہی چیز بھی فائدہ مند نہیں ہوئی اور نفس کو تقویت دینے اور ان کو پرورش کرنے کے سوا کچھ حاصل نہ ہوا مثلاً زکوٰۃ کے طور پر بھی جس کا شریعت نے حکم دیا ہے ایک درہم خرچ

کرنا نفس کے روندنے میں ان ہزار دیناروں کے خرچ کرنے سے بہتر اور سود مند ہے۔ جو اپنی مرضی سے کرچ کیے جاہیں۔ اور شریعت کے حکم سے عید الفطر کے دن کھانا کھانا ہوا ہے نفسانی کے دفع کرنے میں اپنی مرضی کے مطابق سالہا سال روزہ رکھنے سے نافع تر ہے، اور صبح کی نماز کی دو رکعتوں کو جماعت کے ساتھ ادا کرنا (جو سنتوں میں سے ایک سنت ہے) کہیں درجے اس بات سے بہتر ہے تمام رات نفل میں قیام کرے اور صبح کی نماز بے جماعت ادا کرے 5۔

شریعت کے اجزاء علم و عمل و اخلاص ہیں۔

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ نے علم، عمل اور اخلاص کی اہمیت کو بڑے احسن طریقے سے بیان فرمایا اور ان کو شریعت کے اہم ترین اجزاء قرار دیتے ہوئے خدا کی رضا کے اصول کا ذریعہ قرار دیا۔

آپ لکھتے ہیں:

شریعت کی تین جزو ہیں علم، عمل و اخلاص جب تک تینوں اجزاء متحقق نہ ہوں شریعت متحقق نہیں ہوتی اور جب شریعت حاصل ہو گئی تو گویا خدا تعالیٰ کی رضا حاصل ہو گئی۔ جو دنیا و آخرت کی ساری سعادتوں سے بڑھ کر ہے۔ اور اللہ کی خوشنودی کا مقام سب سے بلند و بالا ہے۔ پس شریعت دنیا و آخرت کی تمام سعادتوں کی ضامن ہے۔ اور کوہی مطلب ایسا باقی نہیں ہے، جس کے حاصل کرنے کے لیے شریعت کے سوا کسی اور چیز کی ضرورت پڑے، طریقت و حقیقت جن سے صوفیاء ممتاز ہیں، تیشری جزو یعنی اخلاص کے کامل کرنے میں شریعت کی خادم ہے۔ ان دونوں کی تکمیل سے مقصود شریعت کی تکمیل ہے، نہ کوہی اور امر شریعت کے سوال، احوال اور علوم و معارف جو صوفیاء کو اثناء راہ میں حاصل ہوتے ہیں وہ اصلی مقصود نہیں ہیں بلکہ اوہام ہیں اور خیالات ہیں، جن سے مکتب طریقت کے اطفال کی تربیت کی جاتی ہے۔ 6

شریعت میں ذکر کا مفہوم:

حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ ذکر کی اہمیت و ضرورت واضح کرتے ہوئے لکھتے ہیں،

"اے فرزند فرصت کو غنیمت جانتا چاہیے اور تمام اوقات ذکر الہی میں مشغول رہنا چاہیے، جو عمل شریعت کے موافق کیا جاوے وہ ذکر ہی میں داخل ہے اگرچہ خرید و فروخت ہو پس تمام حرکات و سکنات میں شرعی احکام کو نگاہ میں رکھا جاوے، یہ سب کچھ ذکر ہی جاوے گا۔ 7

بحث دوم: رد بدعت

اتباع سنت اور رد بدعت

عقیدہ توحید کے بعد حقیقی کامیابی کا انحصار اتباع سنت میں ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قل ان كنتم تحبون الله فاتبعوني يحببكم الله و يغفر لكم ذنوبكم والله عفو رحيم "8"

(آپ فرماتے (انہیں کہ) اگر تم (واقعی) محبت فرمانے لگے گا تم اللہ اور بخش دے گا تمہارے لیے تمہارے گناہ اور اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا رحم فرمانے والا ہے۔)

نیز اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: (و اما انکم الرسول فخذوہ و ما نہکم عنہ فانھو 9)

(اور رسول کریم ﷺ جو تمہیں عطا فرمادیں وہ لے لو اور جس سے تمہیں روکیں تو رک جاؤ۔)

اللہ تعالیٰ کی محبت کا واحد ذریعہ اتباع سنت ہے۔ حضرت مجدد نے عقیدہ رسالت کی اہمیت اور ضرورت کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ اتباع سنت پر خصوصی توجہ دی۔ اور اس بات پر زور دیا کہ نجات طریقہ محمدی کی پیروی میں ہے۔ اللہ تعالیٰ کے ہاں سواہے طریقہ محمدی کے کوہی طریقہ قابل قبول نہیں۔ مزید آپ نے اسی تناظر میں بدعت کی مذمت کو بیان کیا اور بدعت کو ظلمت سے تعبیر کر کے اس کی حوصلہ شکنی کی۔ حتیٰ کہ بدعت حسنہ کو بھی اُپ نے قبول نہیں کیا۔ آنے والے مکتوبات کی روشنی میں آپ کے اسی ضمن میں بیان کردہ اصلاحی پہلوؤں کا جائزہ پیش کیا جاوے گا۔

جباری خان کی طرف مکتوب میں لکھتے ہیں:

"اس نعمت عظمیٰ تک وصول سرکار دوعالم کی اتباع سے وابستہ ہے بندہ جب تک اپنے آپ کو پورے طور پر شریعت میں گم نہ کر دے اور امر کی بجائے آوری اور ممنوعات سے رکنے کے ساتھ مزین و آراستہ نہ کر دے، اس دولت و نعمت کی خوشبو بندے کی روح سو نگھ نہیں سکتی۔ شریعت کی مخالفت کے باوجود اگرچہ بال برابر ہی ہوا اگر احوال و مواجید حاصل ہوں تو وہ استدراج میں داخل ہوں تو آخر اسے رسوا اور ذلیل کریں گے محبوب رب العالمین ﷺ کی اتباع اور پیروی کے بغیر عذاب اخروی سے خلاصی اور نجات ناممکن ہے۔ 10"

صوفی قربان کے نام تحریر فرمایا:

"حق سبحانہ و تعالیٰ ہم بے سروسامانی مفلسوں کو سید اولین و آخرین کی اتباع کی دولت سے سرفراز فرما ہے اور اس پر استقامت نصیب کرے، آپ ﷺ وہ بلند ہستی ہیں کہ آپ کی دوستی کے طفیل رب تعالیٰ نے اپنے اسماء اور صفاتی کمالات کو ظہور میں لایا، اور آپ کو بہترین تمام کاہنات قرار دیا، آپ کی اتباع کا ایک ذرہ تمام دینی لذتوں اور اخروی نعمتوں سے کہی درجے بہتر ہے فضیلت روشن سنت کی متابعت کے ساتھ وابستہ ہے اور بزرگی آپ کی شریعت کی بجا آوری کے ساتھ مربوط ہے مثلاً دو پہر کا قیلو لہ جو متابعت سنت کی نیت سے ہو کر وڑ ہاراتوں کے نوافل سے اولیٰ اور افضل ہے۔

تمام سعادتوں کا سرمایہ سنت کی متابعت ہے اور تمام فسادات کا مادہ شریعت کی مخالفت ہے "11"

میرزا داراب کے نام مکتوب میں فرمایا:

"آخرت کی نجات اور ہمیشہ کی خلاصی حضرت محمد ﷺ کی متابعت پر وابستہ ہے، آپ ﷺ ہی کی متابعت سے حق تعالیٰ کی محبوبیت کے مقام پر

پہنچتے ہیں، اور آپ ہی کی متابعت سے تجلی ذات سے مشرف ہوتے ہیں، آپ ﷺ ہی کی متابعت سے مرتبہ عبدیت میں جو کمال کے مراتب سے اوپر اور مقام محبوبیت کے حاصل ہونے کے بعد ہی سرفراز فرماتے ہیں اور آپ کے کامل با بعد اروں کو نبی اسراہیل کے پیغمبروں کی طرح فرماتے ہیں، اوالوالعزم پیغمبر آپ ﷺ کی متابعت کی آرزو کرتے ہیں اور اگر موسیٰ علیہ السلام آپ ﷺ کے زمانہ میں حیات ظاہری کے ساتھ ہوتے اور عیسیٰ روح اللہ (علیہ السلام) کے نازل ہونے اور آپ کی متابعت کرنے کا قصہ مشہور و معلوم ہے آپ کی امت آپ کی متابعت کے سبب خیر الامم ہو ہی ہے اور اس میں سے اکثر اہل جنت ہیں، قیامت کے دن آپ کی تابعداری کی بدولت تمام امتوں سے پہلے آپ کے امتی بہشت میں جاہیں گے اور ناز و نعمت حاصل کریں گے، پس تو آپ کو لازم ہے کہ آپ ﷺ کی متابعت اور سنت کو لازم پکڑیں اور شریعت حقہ کے موافق اعمال بجالائیں۔" 12

شیخ فرید کے نام تحریر فرمایا:

"آپ ﷺ کی میراث صوری عالم خلق سے تعلق رکھتی ہے اور میراث معنوی عالم امر سے وہاں سب ایمان، معرفت اور رشد و ہدایت ہے میراث صوری کی نعمت عظمیٰ کا شکریہ ہے کہ میراث معنوی و باطنی سے مزین و آراستہ ہوں اور میراث معنوی سے آراستگی کامل اتباع مصطفوی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بغیر میسر نہیں آسکتی تو آپ ﷺ کے اوامر و نواہی میں اتباع و اطاعت لازم و ضروری ہے اور آپ پر آپ کی کمال متابعت آپ کے ساتھ کمال محبت کی فرع ہے ان المحب لمن يحب مطیع، محب اپنے محبوب کا پورا مطیع ہوتا ہے اور آپ سے کامل محبت کی نشانی اور علامت آپ کے دشمنوں کے ساتھ کامل بعض و عداوت رکھنا ہے محبت میں سستی کی کوئی گنجائش نہیں، محب محبوب کا دیوانہ ہوتا ہے، اس کی مخالفت کی تاب نہیں رکھتا۔" 13

مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ کی طرف لکھا:

"اسلام کی سلامتی سنت کے بجالانے کے ساتھ وابستہ ہے اور اس کی خرابی اور ویرانی بدعت کے ارتکاب میں ہے چاہے جو بدعت بھی ہو یہ فقیر بدعت کو کدال کی طرح جانتا ہے جو اسلام کی بنیاد کو گراتی ہے اور سنت کو روشن تارے کی طرح پاتا ہوں، جو تاریک رات میں ہدایت کا باعث بنتا ہے۔" 14

بدعات کا ذکر کرتے ہوئے ایک مکتوب میں مخدوم زادہ خواجہ محمد عبداللہ کو اپنے عہد میں بدعات کی فراوانی اور صورت حال پر اپنے اضطراب کا ذکر یوں کرتے ہیں:

"اسلام اس زمانے میں غریب (یعنی بے یار و مددگار) ہو گیا ہے۔ اور مسلمان بھی بے یار و مددگار ہوتے جا رہے ہیں اور جوں جوں زمانہ گزرتا جا رہا ہے گا اور بھی زیادہ غریب و بے کس ہوتے جائیں گے، حتیٰ کہ زمین پر اللہ اللہ کہنے والا کو ہی نہ رہے گا۔ و تقوم الساعة علی شرار الناس (اور قیامت بدترین لوگوں پر قائم ہو جائے گی) سعادت مند وہ شخص ہے جو اس غریب کے زمانے میں ترک شدہ سنتوں میں سے کسی سنت کو زندہ کرے اور مروجہ و معمولہ بدعتوں میں سے کسی بدعت کو ختم کر دے، یہ وہ وقت ہے کہ حضرت خیر البشر علیہ و علیٰ آلہ الصلوات والسلام کی

بعثت کو ہزار سال گزر چکے ہیں اور قیامت کی علامتوں نے پروٹو ڈالا ہوا ہے (یعنی علامات قیامت ظاہر ہونا شروع ہو گئی ہیں) اور عہد نبوت سے دور ہونے کے باعث سنت پوشیدہ ہو گئی ہے اور کذاب و جھوٹ پھیل جانے کی وجہ سے بدعت جلوہ گر ہو رہی ہے اب ایک ایسے شاہ باز جواں مرد کی ضرورت ہے جو سنت کی مدد کرے اور بدعت کو شکست دے بدعت کا جاری کرنا دین کی بربادی کا موجب ہے اور بدعتی کی تعظیم کرنا اسلام کو منانے کا باعث ہے (آنحضرت ﷺ کا یہ فرمان) آپ نے سنا ہوگا: من وقر صاحب البدعتہ فقد اعان علی ہدم الاسلام 16

(جس نے کسی بدعتی کی تعظیم کی اس نے اسلام کو منہدم کرنے میں مدد کی) لہذا پورے ارادے اور کامل ہمت سے اس طرف متوجہ ہونا چاہیے کہ سنتوں میں سے کوہی سنت جاری ہو جاوے اور بدعتوں میں سے کوہی بدعت دور ہو جاوے ہر زمانے میں اور خصوصاً اس ضعف اسلام کے زمانے میں احکام اسلام کو قائم کرنا سنت کو رواج دینے اور بدعت میں کوہی حسن دیکھا ہوگا جس کی وجہ سے بعض افراد بدعت کو انہیں نے مستحسن قرار دیا ہے، لیکن یہ فقیر اس مسئلے میں ان کے ساتھ موافقت نہیں رکھتا اور بدعت کے کسی فرد کو حسنہ نہیں جانتا، بلکہ سوائے ظلمت و کدورت کے اس میں کچھ محسوس نہیں کرتا، آنحضرت علیہ وعلی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ "کل بدعتہ ضالۃ" (ہر بدعت گمراہی ہے) اسلام کے اس غریب و ضعف کے زمانے میں جب کہ سلامتی سنت کے بجالانے پر موقوف ہے اور خرابی بدعت کے ارتکاب میں ہے خواہ کوہی بھی بدعت ہو ہر بدعت کو پھاوڑے کی طرح جانتا ہے جو بنیاد اسلام کو گراتی ہے اور سنت کو اس روشن ستارے کی طرح دیکھتا ہے جو گم راہی کی تاریک رات میں ہدایت کا باعث بنتا ہے، حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ علماہے وقت کو توفیق دے کہ کسی بدعت کو حسن کہنے کی جرات نہ کریں اور کسی بدعت پر عمل کرنے کا فتویٰ نہ دیں اگرچہ وہ بدعت کا کی نظروں میں صبح کی سفیدی کی طرح ہی روشن ہو، کیونکہ سنت کے ماسوا میں شیطان کے مکر و فریب کو بڑا غلبہ و دخل ہوتا ہے گزشتہ زمانے میں جب کہ اسلام کی روشنی میں بعض بدعتوں کی ظلمات کو برداشت کر سکتا تھا، اس وقت شاید نور اسلام کی روشنی میں بعض بدعتوں کی ظلمات بعض اشخاص کو نورانی معلوم ہوتی ہوں جس کی وجہ سے ان پر حسنہ کا حکم لگایا ہو، اگرچہ درحقیقت ان میں کسی قسم کا حسن اور نورانیت نہیں تھی مگر اس وقت جب کہ اسلام ضعیف ہے، بدعتوں کی ظلمتوں کو برداشت کرنے کی کوہی صورت ہی نہیں ہے، اس وقت متقدمین اور متاخرین کا فتویٰ جاری نہیں کرنا چاہیے اس لیے کہ ہر وقت کے احکام علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں، اس وقت پورا عالم ظہور بدعت کی کثرت کی وجہ سے بحر ظلمات کی طرح نظر آ رہا ہے، اور سنت کا نور اپنی غربت و قلت کے باعث اس بحر ظلمات میں کرم ہا ہے شب افروز (جگنوؤں کی طرح) محسوس ہو رہا ہے۔ اور بدعت کا عمل اس ظلمت میں اور اضافہ کر رہا ہے۔ اور سنت کے نور کو کم کرتا جاتا ہے سنت پر عمل کرنا ظلمت کو کم کرنے اور نورانیت کو زیادہ کرنے کا باعث ہے۔" 17

حقیقت یہی ہے کہ بدعات کا معاملہ و اعتبار بڑا سنگین اور ہماری توجہ کا مستحق ہے درحقیقت ایک بدعت کا آغاز ایک سنت کا اختتام ہے اور ایک بدعت کی ترویج ایک روایت سنت کا انہدام ہے جب کہ سنت نور نبوت ہے جس سے جہان شریعت روشن اور منور ہے، اس کے برعکس بدعت وہ فکری و عملی گمراہی ہے جس سے ظلمتوں کو سوا کسی اور چیز کا کشید کرنا ممکن نہیں، حضرت مجدد نے ان حقائق کی جانب جابجا متوجہ فرمایا ہے۔

اور اس سلسلہ میں اپنے مکتوبات میں بے شمار مقامات پر پوری جرات سے اپنے خیالات کا اظہار فرمایا ہے ایک مکتوب میں بدعت کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ہماری نصیحت بس یہی ہے کہ احکام دین بجالا ہیں اور حضرت سیدال مرسلین علیہ و علی آلہ و علیہم الصلوٰۃ والسلام کی متابعت اختیار کریں، سنت سنہ منیہ کو بجالا ہیں اور بدعت نامرضیہ سے پرہیز کریں، اگرچہ بدعت صبح کی سفیدی کے مانند روشن ہو، لیکن حقیقت میں اس میں کوہی روشنی اور نور نہیں اور نہ ہی کسی بیماری کے لیے اس میں شفا ہے اور نہ ہی کسی مرض کی اس میں دوا ہے، اور یہ بات اس میں کیسے ہو سکتی ہے جب کہ بدعت دو حال سے خالی نہیں ہے، یا تو وہ سنت کو دور کرنے والی ہوگی یا رفع سنت سے ساکت ہوگی ساکت ہونے کی صورت میں وہ بالضرور سنت پر ایک زاہد چیز ہوگی، جو درحقیقت اس (سنت) کو منسوخ کرنے والی ہوگی کیونکہ اس پر زیادتی نص کی ناسخ ہوتی ہے پس معلوم ہوا کہ بدعت خواہ کسی قسم کی ہو، سنت کو دور کرنے والی اور اس کی نقیض ہوتی ہے اور اس میں کسی قسم کا خیر اور کوہی حسن نہیں ہے کاش مجھے معلوم ہو جاتا کہ انہوں نے دین کامل اور اسلام پسندیدہ میں، جب کہ نعمت مکمل ہو چکی، بدعت محدثہ کے حسن ہونے کا حکم کس طرح دیا؟ یہ نہیں جانتے کہ کمال چین اور تمام رضا کے حاصل ہونے کے بعد دین میں بدعت (کوہی نیا کام) پیدا کرنا حسن سے کوسوں دور ہے۔ نماز بعد الحقی الا الضلال (یونس: ۳۲۰) (حق کے بعد گمراہی کے سوا کیا ہے) اگر یہ لوگ (اہل بدعت) جانتے کہ دین کامل میں امور محدثہ (نئے کام) کو حسن کہنا دین کے کامل نہ ہونے کو لازم آتا ہے، اور نعمت کے ناتمام ہونے پر دلالت کرتا ہے تو ہر گز اس قسم کی باتوں کی جرت نہ کرتے۔" 18

ایک اور مکتوب میں واضح طور پر فرماتے ہیں کہ ہر بدعت سیئہ ہے، لکھتے ہیں:

"بعض علماء کہتے ہیں کہ بدعت دو قسم کی ہے، حسنہ اور سیئہ (یعنی نیک اور بد)، بدعت حسنہ اس نیک عمل کو کہتے ہیں جو کہ آنحضور ﷺ اور آپ کے خلفاء راشدین علیہم الصلوٰۃ والسلام نے اتمھا ومن التجات المکھاکے بعد ظاہر ہوا ہو اور رفع سنت نہ ہو، (یعنی سنت کو دور کرنے والی نہ ہو) اور بدعت سیئہ وہ ہے جو رفع سنت ہو، (یعنی سنت کو دور کرنے والی نہ ہو) اور بدعت سیئہ وہ ہے جو رفع سنت ہو، (یعنی سنت کو دور کرنے والی نہ ہو) مگر یہ فقیران بدعتوں میں سے کسی بدعت میں حسن اور نورانیت کا مشاہدہ نہیں کرتا، اور سوا ہے ظلمت و کدورت کے کچھ محسوس نہیں ہوتا، اگر بالفرض کوہی نیا عمل (بدعت) آج اپنی ضعف بصارت کی وجہ سے تازہ اور خوش نما معلوم ہوتا ہے تو کل (یعنی روز قیامت) جب نظر تیز ہو جائے تو سوا ہے نقصان اور ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا۔

بوقت صبح شود ہجور روز معلومت کہ باکہ باختمہ شق در شب دیجور

صبح محشر، روز روشن کی طرح رات تیری سب عیاں ہو جائے گی

حضرت سید البشر علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: "من احدث فی امرنا هذا لیس منه فہورد" (جس نے ہمارے اس امر دین میں کوہی نئی چیز نکالی جو اس میں نہیں ہے تو وہ قابل رد ہے) بھلا جو چیز کہ مردود ہو اس میں حسن (بھلائی) کہاں سے آئے گا، اور آنحضرت علیہ و علی آلہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا: اما بعد فان خیر الحدیث کتاب اللہ و خیر الہدی ہدی محمد و شر الامور محدثا تھا و کل بدتہ ضلالہ۔ 19

(اس کے بعد واضح ہو کہ بہترین کلام، کلام اللہ ہے اور بہترین طریقہ و سیرت حضرت محمد ﷺ کا طریقہ و سیرت ہے اور بدترین چیز دین میں نہی باتین (بدعتیں) ہیں اور ہر بدعت گمراہی ہے۔)

نیز آنحضرت علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا:

او صلیکم بتقوی اللہ والسمع والطاعة وان کان عبد اھب شیافانہ من یعیش منکم بعدی فیسری اختلافا کثیرا فعلمکم بسنتی وسنتہ الخلفاء الراشدین المہدیین، تمسکوا بھا وعضوا علیھا بالنواجذ وایاکم ومحدثات الامور فان کل محدث بدعتہ وکل بدعتہ ضلالتہ "20

(میں تم کو وصیت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور (اپنے حاکم کی بات) سنو اور اس کی تابع داری کرو، اگرچہ تمہارا حاکم حبشی غلام ہی کیوں نہ ہو، کیونکہ جو شخص میرے بعد زندہ ہرے گا وہ عن قریب بہت اختلافات دیکھے گا، پس تم میری اور میرے خلفاء راشدین مہدیین کی سنت کو لازم پکڑو، اور اس کو (ہاتھوں سے) بہت مضبوط تھامو، اور دانتوں سے پکڑو، اور نئے پیدا شدہ امور سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی و ضلالت ہے) لہذا جب دین میں ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی و ضلالت ہے تو پھر بدعت میں حسن (بھلائی) تلاش کرنے کے کیا معنی؟ نیز احادیث شریفہ سے جو مفہوم ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ ہر بدعت سنت کعبہ رافع ہے، بعض کی کوہی تخصیص نہیں (یعنی یہ بدعت حسنہ ہے اور یہ سہمیہ) لہذا ہر بدعت سہمیہ ہے، حضور اکرم علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: ما حدث قوم بدعتہ الا رفع مثلھا من السنہ فتتمسک بسنتہ خیر من احداث بدعتہ "21

(جب کوہی قوم بدعت جاری کرتے ہے تو اس سے اس جیسی ایک سنت اٹھالی جاتی ہے پس سنت کو مضبوط پکڑنا بدعت کے جاری کرنے سے بہتر ہے) اور حضرت حسان (بن ثابت) سے روایت ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا: ما بدع قوم بدعتہ فی دینھم الا نزع اللہ من ستمھم مثلھا ثم لا یعیدھا لیھم الی یوم القیامتہ "22

(کوہی قوم اپنے دین میں بدعت جاری نہیں کرتی، مگر اللہ تعالیٰ اس جیسی ایک سنت ان میں سے اٹھا لیتا ہے، پھر اللہ تعالیٰ اس سنت کو قیامت تک ان کی طرف نہیں لوٹاتا۔ "23

ایک مکتوب میں بدعت کو ظلمت و کدورت قرار دیتے ہوئے اسے "سہمہ نہ" سمجھنے والوں کو قرآن کریم کے مفہوم سے لاعلم قرار دیتے ہیں، لکھتے ہیں:

"سنت سہمیہ (روشن و بلند سنتیں) علی صاحبھا الصلاۃ والسلام والتحیۃ کے نور کو بدعتوں کے اندھیروں نے پوشیدہ کر دیا ہے اور ملت مصطفویہ علی مصدرھا الصلاۃ والسلام والتحیۃ کی رونق کو امور محدثہ (نئے کام) کی کندگیوں نے ضائع کر دیا ہے پھر اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ بعض لوگ ان محدثات (دین میں نہی باتیں) کو امور مستحسنہ (نیک کام) جانتے ہیں، اور ان بدعتوں کو حسنہ خیال کرتے ہیں اور ان حسنات سے دین کی تکمیل اور ملت کی تکمیل (پورا ہونے) کو تلاش کرتے ہیں ان امور کے بجالانے کی ترغیبیں دیتے ہیں، ہذا ہم اللہ سبحانہ الی سواء الصراط (اللہ سبحانہ، ان کو سیدھے راستے کی ہدایت دے) کیا ان لوگوں کو معلوم نہیں کہ دین تو ان محدثات سے پہلے ہی کام ہو چکا ہے اور

نعمت خداوندی پوری ہو چکی ہے اور حضرت حق سبحانہ و تعالیٰ کی رضا مندی اس سے حاصل ہو چکی ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: الیوم اکملت لکم دینکم و اتممت علیکم نعمتی و رضیت لکم الاسلام دینا، (آج میں نے دین کو تمہارے لیے کامل کر دیا اور اپنی نعمت کو تم پر پورا کر دیا، اور تمہارے لیے دین اسلام کو پسند کیا) پس ان محدثات (بدعات) سے دین کا کمال طلب کرنا حقیقت میں اس آیہ کریمہ کے مفہوم سے انکار کرنا ہے۔" 24-

چنانچہ ایک مکتوب میں اپنے خیالات کا اظہار اس طرح کرتے ہیں:

"آپ نے مولود خوانی کے بارے میں تحریری کیا تھا کہ "خوش الحانی سے قرآن شریف پڑھنے اور نعمت و منقبت کے قصائد (خوش الاحانی کے ساتھ) پڑھنے میں کیا مضامین ہیں؟ ممنوع تو یہ ہے کہ قرآن مجید کے حروف کو تبدیل و تحریف کیا جائے اور نغمے کے مقامات کی رعایت کو لازم جاننا اور الحان کے طریق پر آواز کو پھیرنا اور شعر کے مناسب تالیاں بجانا، جو شعر میں بھی غیر مباح ہیں، لیکن اگر اس طریقے پر پڑھا جائے کہ قرآنی کلمات میں کوئی تحریف واقع نہ ہو اور قصائد کے پڑھنے میں بھی مذکورہ شرائط محقق نہ ہوں اور اس کو صحیح مقصد کے لیے تجویز کیا جائے تو کیا ممانعت ہے؟ میرے مخدوم فقیر کے دل میں آتا ہے کہ جب تک اس دروازے کو مطلق طور پر بند نہ کریں گے اس وقت تک بوالہوس باز نہیں آئیں گے، اگر تھوڑا سا بھی جاہز کریں گے تو بہت تک پہنچ جائے گا، مشہول مقولہ ہے بفضی الیٰ کثیرہ (تھوڑا زیادہ کی طرف لے جاتا ہے) والسلام۔" 26-

نوافل کی باجماعت ادائیگی:

نوافل کی جماعت کے بارے میں کہتے ہیں:

"جاننا چاہیے کہ اس زمانے میں اکثر خواص و عوام نوافل کے ادا کرنے میں تو بہت زیادہ اہتمام کرتے ہیں اور فرض نمازوں میں سستی کرتے ہیں، اور ان فرائض میں سنن و مستحب کی رعایت بھی بہت کم کرتے ہیں، نوافل کو عزیز جانتے ہیں اور فرائض کو ذلیل و خوار بہت کم لوگ ایسے ہیں جو فرائض کو مستحب و قوتوں میں ادا کرتے ہوں، جماعت مسنونہ کی تکثیر (کثرت) میں بلکہ نفس جماعت کی بھی کوئی پابندی نہیں کرتے اور نفس فرائض کو غفلت و سستی کے ساتھ ادا کرنے کو غنیمت جانتے ہیں، لیکن عاشورا (دسویں محرم) کے دن اور شب برأت اور ماہِ رجب کی ستائیسویں شب اور ماہِ مذکور (رجب) کے اول جمعہ کی شب کو، جس کا نام انہوں نے لیلۃ الغائب (ماہِ رجب کی پہلی شبِ مجبہ) رکھا ہے، نہایت اہتمام کر کے نوافل کو بہت بڑی جمیعت کے ساتھ باجماعت ادا کرتے ہیں اور اس کو نیک و مستحسن خیال کرتے ہیں، اور نہیں جانتے کہ یہ (نوافل کو اہتمام کے ساتھ باجماعت ادا کرنے) شیطان کا مکر و فریب ہے جو کہ سیات کو حسنات کی صورت میں ظاہر کرتا ہے، پس اسلام کے والیوں، قاضیوں، اور محتسبوں پر لازم ہے کہ اس طرح کے اجتماع سے (لوگوں کو) منع کریں اور اس بارے میں بہت ہی زجر و تنبیہ کریں تاکہ یہ بدعت جس سے فتنہ برپا ہونے کا اندیشہ ہے، جڑ سے اکھڑ جائے۔" 27-

اخروی کامیابی کا مدار اتباع شریعت پر ہے۔ بدعات عام طور پر اسی وقت رواج پاتی ہیں جب شریعت کا علم اور اس کے تقاضوں پر عمل کمزور

ہو جاتا ہے، خصوصاً اہل تصوف اگر علم دین سے کما حقہ بہرہ ور نہ ہوں تو اس خرابی کے در آنے کے زیادہ امکانات ہو جاتے ہیں، حضرت مجدد حکیم وقت تھے وہ نفس کے ان چور راستوں سے بہ خوبی آگاہ تھے چنانچہ آپ نے ان پر تنبیہ فرمائی ہے اور اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اصل جز شریعت ہے اسی پر اخروی کامیابی کا مدار ہے جو اصل کامیابی اور مومن کا مقصود ہے، اور نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اتباع کے بغیر نجات اخروی ممکن نہیں۔

آپ لکھتے ہیں:

"نجات کا طریقہ اور چھکارے کا راستہ اعتقاد و عمل میں صاحب شریعت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی متابعت ہے، استاد اور پیر کو بھی اسی غرض سے پکڑتے ہیں، تاکہ وہ شریعت کی طرف رہنمائی کریں، اور ان کی برکت سے شریعت کے اعتقاد و عمل میں آسانی اور سہولت پیدا ہو، نہ کہ مرید جو چاہیں کریں اور جو کچھ چاہیں کھائیں، پیر ان کے لیے سپر بن جائیں اور ان کو عذاب سے بچالیں، یہ محض ایک دھوکہ اور آرزو ہے کیونکہ ایسا خیال کرنا ایک نکی اور باکار آرزو ہے وہاں (محشر میں) کوہی شخص اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر شفاعت نہ کر سکے گا، اور جب تک عمل پسندیدہ نہ ہوں گے کوہی اس کی شفاعت نہیں کرے گا، اور عمل پسندیدہ اس وقت ہوں گے جب کہ شریعت کے مطابق عمل کیا جاوے گا، شریعت کی متابعت کے ہوتے ہوئے اگر کوہی لغزش اور قصور اس سے سرزد ہو گا تو اس کا مدار ک شفاعت سے ہو سکے گا"۔ 28

Refrances

1. Matboa Rouf acadmi Lahor, imam Rabbani daftar awwal maktoob:36
2. Maktoobat imam Rabbani, daftar doum maktoob :59
3. Maktoobat imam Rabbani, daftar doum maktoob :240
4. Maktoobat imam Rabbani, daftar doum page40, maktoob:104
5. Maktoobat imam Rabbani, daftar doum maktoob :18
6. Maktoobat imam Rabbani, daftar soum, page121-122 maktoob:41
7. Maktoobat imam Rabbani, daftar awal, hissa doom, page25 maktoob :52
8. Maktoobat imam Rabbani, daftar awal, page, 99 maktoob :39
9. Maktoobat imam Rabbani, daftar doum, page, 62 maktoob :25
10. Surah Al-Imran, 3:31
11. Surah Al-Hasher, 7:59
12. Maktoobat imam Rabbani, daftar awal, maktoob :78
13. Maktoobat imam Rabbani, daftar awal, maktoob :112
14. Maktoobat imam Rabbani, daftar awal, maktoob:249
15. Maktoobat imam Rabbani, daftar awal, maktoob :125
16. Maktoobat imam Rabbani, daftar awal, maktoob :23
17. Ahmed ban al-hussein ban Ali abbu baker al.Bahqi, maktaba, alrushad, shiab-ul-iman, 12page.57
18. Maktoobat imam Rabbani, daftar doum, page.23, maktoob:81
19. Maktoobat imam Rabbani, daftar doum, page.19, maktoob:70
20. sahi-Muslim, Jild:3 Page:11
21. Sanan Abi Doud, Jild-4, Page:329
22. Masnad Ahmed bin Humal, Jild-2, Page:105

23. Sanan Darami, Jild-1, Page:58
24. Maktoobat imam Rabbani, daftar awal, page.40, maktoob:186
25. Maktoobat imam Rabbani, daftar awal, page.236, maktoob:260
26. Maktoobat imam Rabbani, daftar sooum, page.204, maktoob:72
27. Maktoobat imam Rabbani, daftar awal, page.393, maktoob:288
28. Maktoobat imam Rabbani, daftar sooum, page.137, maktoob:41